www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سحر السید عبد العزیز سالم*
مُترجِم: فواد بادشاہ☆

مصحفِ عثمانی کی اِشاعت اور شرق وغرب میں منتقلی

تمام مصادرِ عربیہ اس بات پر شاہد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نزول وحی کے فوراً بعد صحابہ کرام ؓ کو کتابت وحی کا حکم دیتے اور ہر نازل شدہ قرآنی آیت کو فوراً ضبط کرلیا جاتا تھا۔

اس کتابت کا سہرا بالاتفاق چار صحابہ کرام ؓ کے سر پر رکھا گیا۔

① حضرت ابی بن کعب ؓ ② حضرت معاذ بن جبل ؓ
③ حضرت زید بن ثابت ؓ ④ حضرت ابوزید ؓ

یہ چاروں صحابہ انصار میں سے تھے جبکہ دو کے بارے میں اختلاف ہے جن میں ایک ابودرداء ؓ اور دوسرے عثمان ؓ ہیں۔

اس وقت کے حالات کے پیش نظر صحابہ کرام قرآن کو مختلف ٹکڑوں، ہڈیوں، کھجوروں کی لکڑیوں اور چمڑے وغیرہ پر لکھ لیتے تھے۔ گویا کہ نصوص قرآنی کا مواد ان چیزوں کے اندر محفوظ تھا۔ اسی وجہ سے آیات قرآنی جدا اور بکھری ہوئی تھیں اور بہت سے صحابہ نے ان آیات کو اپنے سینوں میں بھی محفوظ کیا ہوا تھا۔ لہٰذا اس طرح قرآن کریم کے محفوظ کرنے کے دو طریقے ہوئے:

❶ طریقہ صوتی ❷ طریقہ کتابی

لیکن اس زمانے میں کاتبین کی قلت کے پیش نظر پہلی صورت 'طریقہ صوتی' زیادہ آسان تھی۔ اس وجہ سے لوگ اکثر اپنے حافظوں پر اکتفا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے متصل بعد سلطنت اسلامیہ کی حالت میں تبدیلی رونما ہوئی حتیٰ کہ خلیفہ اوّل ابوبکر ؓ کو کئی فتنوں کا سامنا کرنا پڑا جن میں سب سے بڑا فتنہ مرتدین کا تھا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے بغیر تردد اور سوچ و بیچار کے ان کے خلاف خروج کیا اور انہی کے خلاف جنگ یمامہ ہوئی جس میں تقریباً ایک ہزار مسلمان شہید ہوئے جن میں سے ۴۵۰ حفاظ تھے۔ اس وقت ابوبکر صدیق ؓ نے قرآن کریم کو ضائع ہونے کے ڈر سے جمع کرنے کا ارادہ کیا اور یہ ذمہ داری زید بن ثابت ؓ کے سپرد کی کیونکہ وہ قرآن کو پختہ طریقے سے یاد کرنے والے اور کاتبین وحی میں سے تھے۔ اس طرح ابوبکر ؓ اس خدمت عظمیٰ کیلئے آگے بڑھے اور عمر فاروق ؓ نے ان کی معاونت کی۔ ادھر زید بن ثابت ؓ نے اپنے اس معاہدے کے مطابق جو انہوں نے امیر المؤمنین ابوبکر صدیق ؓ سے کیا تھا، اس کو پورا کرنے کے لیے قرآن کریم کو جمع کرنا شروع کردیا جب تک کوئی اپنے لکھے ہوئے پر

* أستاذة التاريخ الإسلامي والحضارة الإسلامية، كلية الآداب، جامعة الاسكندرية، مصر
☆ متعلّم رابعة كلية الشريعة، جامعہ لاہور الاسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو گواہ نہ لے آتا تھا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس وقت اس لکھے ہوئے کو قبول نہ کرتے تھے۔ اس طرح وہ اپنے اس کام میں کامیاب ہوگئے اور قرآن کریم کو ایک کتابی شکل میں جمع کر دیا گیا۔ اسی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے 'جامع القرآن' کے نام سے متعارف ہوئے اور اس جمع شدہ قرآن کو عرف میں 'مصحف' کہا جاتا ہے۔

یہ مصحف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کی شہادت کے بعد اس مصحف کو اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا گیا جو کہ بذات خود قرآن کی قاریہ تھیں۔

غالب گمان یہی ہے کہ یہ مصحف خط لین (مکی خط) میں لکھا گیا تھا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ مصحف خط جاف (مدنی خط) اور خط لین (مکی خط) دونوں میں لکھا گیا۔

مصحف عثمانی اِسلامی شہروں میں

خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا۔ آرمینیہ اور آذر بائیجان جیسے عظیم الشان علاقے سلطنت اِسلامیہ کا حصہ بنے۔ ان مفتوحہ علاقوں میں حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں قراءت کا اختلاف پایا جو کہ مختلف لہجوں کی بنا پر تھا۔ یہ سارا ماجرا دیکھ کر حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فوراً مدینہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا:

"أدرك هذه الأمة قبل أن يختلفوا اختلاف اليهود والنصارىٰ . " [صحیح البخاري:۴۹۸۸]

''اے امیر المؤمنین! اس وقت امت کا تدارک کرو قبل اس کے کہ وہ آپس میں اختلاف کریں جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں نے اختلاف کیا۔''

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے الفاظ سن کر بڑے متاثر ہوئے اور ارادہ کر لیا کہ کیوں نہ قرآن کو ایک نسخے کی شکل میں مرتب کیا جائے اور پھر مختلف شہروں کی طرف روانہ کر دیا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مصحف ابوبکر رضی اللہ عنہ منگوایا تاکہ اس کو دیکھ کر ازسرنو ایک نیا مصحف مرتب کیا جائے۔ اب اس مہم عظیم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے یہ کام زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا گیا۔ جب کاتبین اپنی کتابت سے فارغ ہو کر اس مصحف کو منظر عام پر لائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مصحف عثمانی کے علاوہ باقی عام و خاص تمام مصاحف کو جلانے کا حکم دے دیا۔

مصحف عثمانی رضی اللہ عنہ مکمل کب ہوا؟

اس میں اختلاف ہے کہ مصحف عثمانی کب پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس میں جو قول راجح معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ مصحف ۳۰ ہجری کو مکمل ہوا۔

یہ مصاحف کس نام سے معروف ہوئے؟

مسلمانوں کو اختلاف سے بچانے کے لیے جو مصاحف ایک ہی قراءات پر لکھے گئے وہ 'مصحف آئمہ' اور 'مصاحف عثمانیہ' کے نام سے معروف ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھے جانے والے مصاحف کتنے تھے؟

اس بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے کہ جو مصاحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھوائے، ان کی تعداد کیا تھی۔

ابوعمر والدانی رحمہ اللہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو مصاحف مرتب کروائے ان کی تعداد چار تھی۔ جن میں سے ایک کوفہ روانہ کیا گیا، دوسرا بصرہ میں، تیسرا دمشق میں اور چوتھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔

اسی مؤقف کی تائید امام زرکشی رحمہ اللہ نے 'البرہان' میں اور امام حذو الدانی رحمہ اللہ 'المقنع' میں کرتے ہیں۔

- امام سجستانی رحمہ اللہ سے اس بارے میں دو قول منقول ہیں:

① مصاحف عثمانی حمزہ الزیات کی قراءت پر لکھے گئے اور یہ کل چار تھے۔

② ان مصاحف کی تعداد سات تھی جو کہ مکہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ اور مدینہ کی طرف روانہ کئے گئے۔

امام یعقوبی فرماتے ہیں مصاحف عثمانی کی تعداد ۹ تھی۔

- ابن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مصاحف عثمانیہ کل آٹھ تھے جن میں سے ایک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے رکھا اور باقی مختلف شہروں کی طرف روانہ کردیئے۔ جو مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے خاص کیا تھا اس کو 'الامام' کہا جاتا ہے۔

جمہور علما کے نزدیک مصاحف عثمانیہ کی تعداد چھ تھی۔

مصحف عثمانی شخصی

مصادر عربیہ اس پر متفق ہیں کہ جب محاصرین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھراؤ کیا جو کئی دنوں تک رہا اس کے آخری دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مصحف خاص کو پکڑا اور اپنی گود میں رکھا اور تلاوت کرنے لگے۔ اسی حالت میں دشمنوں نے حملہ کیا جسم سے خون کے قطرات ٹپکے اور 'مصحف امام' کے اوراق میں سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [البقرۃ:۱۳۷] پر گرے۔

یہاں سے مصحف عثمانی شخصی کے متعلق کئی دعوے سامنے آئے جو درج ذیل ہیں:

① مصحف مصر کے متعلق

وہ مصحف جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قطرات نمایاں تھے وہ مصحف مصر ہے۔

مقریزی: یہ مصحف عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے خزانے سے نکلا تھا۔ اس کے بعد اس کو ۵ محرم ۳۷۸ ہجری کو عزیز باللہ کے دور خلافت میں جامع عمرو کی طرف منتقل کردیا گیا (لیکن اس کے منتقل ہونے کے متعلق کوئی تاریخی نص نہیں ملتی۔ پھر مدت طویلہ تک یہ مصحف (جو بعض لوگوں کے گمان کے مطابق مصحف عثمان ہے) مدرسہ القاضی الفاضل جو کہ مشہد حسینی کے قریب تھا اس میں محفوظ رہا۔ پھر یہ مدرسہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا اور اس مصحف کو سلطان غوری کے تعمیر کردہ قبہ جو کہ اسی مدرسہ القاضی فاضل کے سامنے تھا اس میں منتقل کردیا گیا۔ ۱۲۷۵ ہجری تک یہ مصحف اسی جگہ محفوظ رہا پھر یادگار نبویہ کو مسجد زینبی کی طرف لے جایا گیا۔ پھر وہاں سے اس قیمتی خزانے کو ایک قلعہ میں رکھ دیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۰۴ ہجری میں اس مصحف کو محکمہ اوقاف کے سپرد کر دیا اور وہاں سے اگلے سال قصر عابدین میں پھر اسی سال مسجد حسینی میں منتقل کیا گیا۔

امام سمھود: یہ بات یا دعویٰ بعید از قیاس ہے کہ یہ مصحف حقیقتاً وہی مصحف ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے خاص کیا تھا۔ ہاں البتہ یہ احتمال ہے کہ یہ ان مصاحف میں سے ہو جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف اسلامی شہروں کی طرف روانہ کئے تھے۔

اعتراض: امام سمھود کے اس قول پر ہماری طرف سے یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہ ایک وہم ہے جس کی حقیقت کی طرف ہم اشارہ کرنا لازمی سمجھتے ہیں۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مصاحف مختلف شہروں کی طرف بھیجے تھے تو اس وقت مصر کی طرف کوئی مصحف نہیں بھیجا تھا۔

ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ، سجستانی رحمہ اللہ، ابوعمرو دانی رحمہ اللہ یہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصر کی طرف کوئی نسخہ روانہ نہیں کیا تھا۔

ڈاکٹر سعد ماھد: میں نے مصحف مصر کو غور سے پڑھا ہے، میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس مصحف کا خط بعد والے زمانے کا تھا نہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے کا؟

ہماری رائے یہ ہے کہ وہ مصحف مصاحف عثمانیہ سے نقل شدہ ہے جیسے مصحف شام ہے۔ کیونکہ عہد اموی میں تصانیف و تدوین کا سلسلہ زوروں پر تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حجاج بن یوسف ثقفی نے اپنے مصحف سے کئی مصاحف تیار کروا کے مختلف شہروں کی طرف روانہ کئے ان شہروں میں مصر بھی قابل ذکر ہے۔

② مصحف بصرہ کے متعلق

ابن بطوطہ: مصحف بصرہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ میں نے 'مسجد امیر المؤمنین' جو کہ بصرہ میں ہے، میں مصحف کا مشاہدہ کیا وہ واقعی وہی مصحف تھا جو شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پڑھ رہے تھے اور خون کے قطرات اس ورقے پر موجود تھے جس میں اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾ ہے۔ [البقرۃ: ۱۳۷]

لیکن ہم اس قول کو بعید از قیاس تصور کرتے ہیں کہ یہ حقیقتاً وہی مصحف ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خاص تھا کیونکہ بنی زیان نے اس کو اپنے بادشاہوں کے خزانے میں محفوظ کیا ہوا تھا جو کہ تلمسان میں تھا۔ ۷۳۸ھ (۱۳۳۷ء) کو ابوالحسن علی المرینی نے تلمسان کو فتح کیا اور اس خزانے کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ جب 'ابن بطوطہ' نے عراق میں مصحف دیکھا اس وقت اس مصحف کو ۱۲۹۵ء سے مغل خاندان کی حکومت قائم ہونیکے بعد ایران میں رکھا گیا۔ اگر ہم بالفرض مان لیں کہ وہ مصحف جو ابن بطوطہ نے بصرہ میں دیکھا وہ مصحف عثمان ہی ہے جو کہ بغداد سے سقوط بغداد کے بعد ۶۵۶ھ میں بصرہ کی طرف منتقل کر دیا گیا اور وہاں مغل خاندان کے ہاتھوں میں رہا، تو پھر مصحف عثمان رضی اللہ عنہ جس پر خون کے قطرات تھے اس کا مغرب میں مرینی خاندان کے خزانے میں موجود ہونے کا دعویٰ ناممکن ہے۔

مغربی مصحف کے بارے میں ہمیں کوئی شک نہیں کیونکہ یہ مصحف اولاً جامع قرطبہ میں رہا پھر وہاں سے مؤحدین نے ضائع ہونے کے ڈر سے اس کو مراکش میں منتقل کر دیا اور وہاں اس کو عجائب گھر میں رکھ دیا گیا۔ اس وقت اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراق مصحف عثمانی سے کچھ کم تھے۔ یہی بات ہمیں شک میں ڈالتی ہے کہ ابن بطوطہ کا دیکھا ہوا مصحف کیا واقعتاً مصحف عثمانی شخصی ہے۔ اس وقت پھر ہمارے لیے سوائے ایک فرضی بات کے کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ یہ مصحف جو بصرہ میں محفوظ تھا یہ ان مصاحف میں سے ہو جن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عراق میں بھیجا تھا اور خون کے قطرات اس پر عمداً حقائق پر پردہ پوشی کرنے کے لیے اور یہ ثابت کرنے کے لیے کہ یہ مصحف خلیفہ شہید کا مصحف ہے، بکھیرے گئے تھے۔

③ 'مصحف تاشقند' کے متعلق

تاشقند میں مکتبہ ادارہ دینیہ اوراق پر لکھے ہوئے ایک مصحف کو محفوظ کئے ہوئے تھا جس کے بارے میں گویا دعویٰ ہے کہ یہ مصحف عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔ اس مصحف کا امتیاز یہ ہے کہ یہ نقطوں سے خالی ہے اور اس کا ہر صفحہ ۱۲ لائنوں پر مشتمل ہے۔ اوراق کی تعداد ۳۵۳ ہے اور اس کی لمبائی ۶۸ سم چوڑائی ۵۳ سم ہے۔

مصحف امام سمرقند وہاں سے ۱۸۶۹ء کو تاشقند پہنچا؟

اس سوال کو حل کرنے کے لیے دو مفروضے ہیں:

① (۶۲۱ تا ۷۰۹ ہجری) کے درمیان جب قبیلہ ذھبیہ کی حکومت سمرقند میں قائم ہوئی اس وقت یہ مصحف سمرقند پہنچا پھر پیرس کے مغل خاندان کے سردار برکت خان کو تحفے میں دے دیا گیا۔

② مؤرخین کے اقوال کے مطابق یہ وہی مصحف ہو جس کی ابن بطوطہ نے بصرہ میں زیارت کی تھی۔ پھر وہاں سے (۷۷۱ تا ۸۰۷ ہجری) کے درمیان میں تیمور لنگ کے ہاتھوں سمرقند منتقل ہوا۔

پہلا فرضی قول مطلق طور پر باطل ہے کیونکہ مصحف مصر کی نسبت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا مشکوک معاملہ ہے۔ اس صورت میں مصحف پیرس کی نسبت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف کمزور پڑ جائے گی کیونکہ مصر میں بادشاہوں کے زمانے میں کل دو مصحف محفوظ تھے جو مصاحف عثمانیہ میں سے تھے لیکن یہ بات حقیقت حال کے بالکل الٹ ہے۔ کیونکہ مصحف 'امام' جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قطرات گرے تھے وہ صرف ایک تھا، جس کو اس حقیقت کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے جو کہ حقیقت نہیں ایک مفروضہ ہے۔ کیونکہ اس دعوے کا رد تین طرح سے ہوتا ہے۔

① مصر میں دو مصحف تھے جبکہ مصحف 'امام' جو خون عثمان رضی اللہ عنہ سے رنگین ہوا وہ ایک تھا۔

② دوسرا یہ کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلامی شہروں کی طرف مصاحف روانہ کئے تو اس وقت مصر کی طرف کوئی مصحف نہیں بھیجا تو پھر یہ مصر میں موجود دو مصاحف کہاں سے آ گئے؟

③ مصر میں پہلا مصحف عبدالعزیز بن مروان نے لکھوایا جو کہ مصحف عثمان کے مطابق تھا۔

بعض ناقدین نے اس کو قبول کیا ہے اور بعض نے اس کو بھی کمزور کہا ہے۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ یہ مصحف بصرہ سے سمرقند منتقل کیا گیا، وہ اس کو ان مصاحف میں سے ایک شمار کرتے ہیں جن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف بلاد اسلامیہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اس میں وہ رسم الخط کو سند اور دلیل بناتے ہیں کہ مصحف تاشقند کا رسم الخط مصحف 'امام' کے رسم الخط کے بہت زیادہ قریب ہے۔ ان لوگوں کا اس دوسرے قول کی تائید کرنا اس بات کو منحصر ہے کہ مصحف سمرقند ممکن ہے کہ وہ مصحف عثمان رضی اللہ عنہ ہو جو کہ بصرہ کی طرف روانہ کیا گیا ہو۔ جو لوگ اس دوسرے مفروضے کو کمزور تصور کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مصحف تاشقند کی صنعت و فنکاری اور رسم الحروف اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس مصحف کا تاریخ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ خط تو دوسری یا تیسری صدی ہجری کا ہے۔

دعویٰ نمبر۴: مصحف حمص کے متعلق

شیخ اسماعیل بن عبدالجواد کیالی نے حمص کی مسجد قلعہ میں اس مصحف کو دیکھا جو کہ وہاں محفوظ کیا ہوا تھا اور شیخ کیالی بیان کرتے ہیں کہ یہ مصحف خط کوفی میں لکھا گیا ہے اور اس پر خون عثمان رضی اللہ عنہ کے آثار نمایاں تھے۔ لیکن علم الخط اور نقوش وکتابت کے خاص علماء کا خیال ہے کہ خط کوفی جس کے ساتھ مصحف حمص لکھا گیا ہے یہ بعد کے زمانے کا ہجو پہلی صدی ہجری کے بعد لکھا گیا۔

دعویٰ نمبر۵: مصحف استنبول کے متعلق

استنبول کے عجائب گھر میں کاغذ پر لکھا ہوا ایک مصحف محفوظ ہے جس کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ مصحف وہی ہے جو شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھا اور خون کے قطرات کے نشانات اب تک اس کے اوراق پر نمایاں ہیں۔ لیکن اس مصحف کے اوصاف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ سُرخ نقطے جس کو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قطرات تصور کرتے ہیں سوائے لکیروں اور دائروں کے کچھ بھی نہیں ہیں۔ لہٰذا اس مصحف کو مصاحف عثمانیہ میں سے شمار نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اس طرح کی لکیریں اور دائرے مصاحف عثمانیہ کے خصائص میں سے نہیں۔

مصادر عربیہ میں سے بعض اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ مصحف عثمان کے بعض اوراق جن پر خون کے قطرات تھے وہ ۵۵۲ھ تک جامع قرطبہ میں محفوظ رہے پھر ان کو عبدالمؤمن بن علی خلیفہ موحدین نے مراکش منتقل کیا۔ ابن مرین کے زمانے تک یہ مغرب میں ہی رہے۔

لیکن ہمارا خیال ہے کہ مذکورہ مصحف، مصحف عثمان رضی اللہ عنہ کے چند اوراق پر مشتمل تھا پھر اس کے ساتھ مصحف اندلس کے چند اوراق شامل کئے گئے۔ اس بات کے ثبوت کے لیے ضروری ہے کہ کوئی ایسی تاریخی نص ہو جس میں مصحف عثمان رضی اللہ عنہ کا اندلس اور مغرب میں جانا ثابت ہو۔

اس بارے میں ہم 'امام سمھودی' کی عبارت جو کہ ان کی کتاب 'وفاء الوفا' میں ہے، کو نقل کرتے ہیں: ''وہ مصحف جو شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھا وہ آپ کی شہادت کے بعد دو آدمیوں میں سے ایک کی طرف منتقل ہوا۔ ان دونوں آدمیوں کا نام خالد ہے۔ (۱) محرز کی روایت کے مطابق خالد بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۲) دوسرے ابن قتیبہ کی روایت کے مطابق خالد بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ اُم عمرو بنت جندب کے بطن سے ہیں۔ پہلے خالد بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے کیونکہ ان کی والدہ رملہ بنت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ہیں۔ لہٰذا اس دوہری قرابت کی وجہ سے یہ مصحف خالد بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا۔ دوسرا یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس پر وثوق تھا کہ یہ اس مصحف کے بارے میں لاپرواہی نہیں برتے گے۔ اس وجہ سے بھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھر عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے بھائیوں کو ہبہ کیا گیا اور یہ وہی گھر تھا جو کہ 'سمودی' کی روایت کے مطابق انہوں نے اپنی اولاد پر صدقہ کیا تھا۔ اسی وجہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ گھر عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے مشہور ہوا اور یہ اولادِ عثمان رضی اللہ عنہ میں سے سب زیادہ اس گھر میں ان کے ساتھ رہتے ۔اسی گھر میں عمرو کے بیٹے خالد نے پرورش پائی اور قیام کیا ۔اسی گھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے ۔

راجح

ان دونوں صورتوں کی وجہ سے ہم راجح یہی سمجھتے ہیں کہ یہ مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے خالد کے پاس رہا۔

① حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پوتا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نواسہ ہونے کی وجہ سے۔

② اپنے باپ عمرو کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں مقیم ہونے کی وجہ سے۔

لہٰذا یہ مؤقف اس بات کی تائید کرتا ہے کہ یہ مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے باہر نہیں گیا ۔ بلکہ مصحف خالد بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ یا خالد بن عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا ۔ امیہ نے قرابت اور اس کی حفاظت سے اطمینان کی وجہ سے اس کو آلِ عثمان سے نہ چھینا۔

ابن عبدالمالک انصاری کی رائے ،جس کی تائید ہم بھی کرتے ہیں ، یہ ہے کہ ''یہ مصحف جس پر خونِ عثمان رضی اللہ عنہ گرا تھا تاتاریوں کے حملوں میں گم ہوگیا تھا اور یہ حملے ان تین فتنوں میں سے ایک ہیں جو مدینہ پر ہوئے۔

پہلا فتنہ: پہلا حملہ ۵۰ ہجری کو عہد معاویہ میں ہوا۔

دوسرا فتنہ: ۶۳ ہجری کو شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خلافت کے لیے بیعت لی اس وقت پیش آیا۔

تیسرا فتنہ: یہ حادثہ خلیفہ ابن جعفر منصور کے زمانے میں پیش آیا۔۱۴۵ ہجری کو خاندان علوی میں سے محمد نفیس الزکیہ بن عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی نے خلافت کا دعویٰ کیا ۔لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی ۔ جب منصور کو پتا چلا تو اس نے چار ہزار فوج عیسیٰ بن موسیٰ کی قیادت میں مدینہ کی طرف روانہ کی۔عیسیٰ بن موسیٰ نے ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۵ھ کو مدینہ پر حملہ کردیا۔ جس سے اہل مدینہ کو سخت نقصان ہوا ۔اسی سلسلے میں کئی احتمالات اٹھتے ہیں ۔ہم تیسرے احتمال کو راجح خیال کرتے ہیں ۔کیونکہ یہ 'امام مسعودی' امام مالک بن انس سے سنداً نقل کرتے ہیں۔ ''کہ مصحف عثمان اس تیسرے حادثے میں غائب ہوا جس کی اس کے بعد کوئی خبر نہیں ملی ۔'' مشہور یہی ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے۔

اسی طرح مسعودی ذکر کرتے ہیں کہ قاسم بن سلام جو کہ ۲۲۳ھ میں فوت ہوئے انہوں نے مصحف عثمان جس پر خون کے قطرات لگے ہوئے تھے،اس کو بعض بادشاہوں کے خزانے میں دیکھا تھا۔ابن مرزوق 'مسند صحیح' میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص جس کا نام ابوبکر محمد بن یعقوب بن شیبہ بن صلت تھا،وہ اپنے والد احمد سے بیان کرتا ہے کہ اس کے دادے نے ۲۲۳ھ میں ایک مصحف دیکھا جس میں خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کے قطرات تھے جو کہ اکثر اوراق پر بکھرے ہوئے تھے۔زیادہ تر سورۃ نجم اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾ [البقرۃ: ۱۳۷] پر تھے۔ اس مصحف کی لمبائی دو ہاتھ چار انگلیاں تھیں اور ہر ورقہ ۲۸ لائنوں پر مشتمل تھا۔ یہ بات ابوبکر محمد بن یعقوب خلیفہ معتصم عباسی کے دور کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت میں درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

① مصحف 'امام'، خلیفہ معتصم کے زمانے میں عراق میں محفوظ تھا۔

② مصحف کی لمبائی دو ہاتھ اور چار انگلیاں تھیں اور ہر ورقہ ۲۸ سطروں پر مشتمل تھا۔

③ خون کے قطرات نے مصحف کے بہت زیادہ اوراق کو رنگین کیا ہوا تھا۔

ان تمام سے یہ پتا چلتا ہے کہ 'مصحف امام' امام مالک رحمہ اللہ کی زندگی میں مدینہ میں ہی محفوظ رہا۔

ہمارا یہ قول کہ یہ مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے کے پاس رہا صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہ مصحف جن لوگوں کے پاس رہا یہ امویوں کے اقرباء ہیں تو پھر ان امویوں کا ۵۰ ہجری کو خالد بن عمرو بن عثمان جو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں، ان کے گھر پر حملہ کرنا بہت مشکل امر ہے۔ کیونکہ خالد بن عمرو کا گھر حقیقت میں امیر معاویہ کی بیٹی جو کہ خالد بن عمرو کی ماں ہے اس کا گھر ہے۔ پھر ۶۳ ہجری میں یزید کا شامی فوجوں کو اسی اپنی بہن کے گھر پر حملہ کا حکم دینا اور ان سے مصحف عثمان چھیننا بھی محال ہے۔

دوسری طرف امام مالک رحمہ اللہ کا مؤقف ہے کہ یہ مصحف غائب ہو گیا تھا۔

اس بحث کا خلاصہ ہم یوں بیان کرتے ہیں کہ 'مصحف امام' خاندان بنی امیہ کی حکومت کے لمبا زمانہ میں مدینہ میں دار عثمان میں محفوظ رہا اور امام مالک رحمہ اللہ کے قول کے مطابق عباسی خاندان کے دور حکومت کی ابتداء میں، جو ۱۶۹ھ کے قریب کا زمانہ بنتا ہے، اس میں مدینہ سے غائب ہوا۔

لہٰذا ہم بالجزم کہتے ہیں کہ یہ 'مصحف امام' بنو عباس کے زمانے میں عراق کی طرف منتقل ہو گیا۔ پھر مشرقی مؤرخ سمہودی اور مغربی مؤرخین ابن مرزوق اور ابن عبدالملک انصاری دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ ۲۲۳ھ میں 'مصحف امام' جس پر خون عثمان رضی اللہ عنہ کے قطرات تھے، عراق میں ہی محفوظ تھا۔ عبدالملک انصاری کا کہنا کہ یہ مصحف عبدالرحمٰن الداخل کے دور میں اندلس منتقل ہوا۔

اس مصحف کے بارے میں اندلس کے مؤرخین کی آراء مختلف ہیں۔

ابن بشکوال: اندلس میں عبدالرحمٰن الداخل کے ہاتھوں منتقل ہونے والا مصحف ان مصاحف میں سے ایک ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شہروں کی طرف روانہ کئے تھے۔ اور رہا یہ دعویٰ کہ اس پر خون کے اثرات اور قطرات تھے یہ محض دعویٰ اور وہم ہے جس کی کوئی اساس اور اصل نہیں ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مصحف شام کی طرف بھیجا جانے والا مصحف ہو۔

ابن عبدالملک انصاری: یہ مصحف جس کو امویوں نے جامع قرطبہ میں محفوظ کیا ہوا تھا پھر ۵۵۲ھ میں مراکش منتقل کر دیا گیا۔ یہ خلیفہ شہید کا خاص نسخہ نہیں ہے۔

ان مختلف آراء کے پیش نظر اختلاف کو فریقین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

فریق اوّل: یہ وہ لوگ ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مصحف جو جامع قرطبہ میں موجود تھا، مصحف عثمان رضی اللہ عنہ تھا۔ جسے انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور شہادت کے وقت وہ اس مصحف سے تلاوت فرما رہے تھے اور اسی پر خون کے قطرات گرے تھے۔ اس فریق میں امام رازی رحمہ اللہ، ابن حبان رحمہ اللہ اور ادریسی شامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریق ثانی: ابن بشکوال، ابن عبدالملک انصاری یہ پہلے قول کی نفی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مصحف اندلس ان چار مصاحف میں سے ایک ہے جن کو عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا تھا۔ اور یہ اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہ مصحف، مصحف شامی کا عین تھا جو کہ عبدالرحمٰن الداخل کے دورِ حکومت میں اندلس میں لایا گیا۔

راجح

ہمارا میلان بھی اس رائے کی طرف ہے کہ مصحف جامع قرطبہ ہی 'مصحف امام' ہے یا اس کے چند اوراق ہیں۔ لیکن اس بات پر ہمارا تائید کرنا محال ہے کہ وہ 'مصحف امام'، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ کیونکہ مصادر عربیہ اس بات پر متفق ہیں کہ ان مصاحف کو ایک ہی قراء ت پر لغت قریش میں لکھنے والے کاتبین میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام نہیں ہے۔

مصحف کوفہ: اس کے بارے میں ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ علی بن ابی طالب کی خلافت کے دوران ضائع ہوگیا تھا۔

مصحف مکہ: اس مصحف کے متعلق ہمیں آٹھویں صدی ہجری تک تو خبریں ملتی ہیں۔ اسی وقت ابن جبیر نے مکہ میں اس کی زیارت کی۔ ابوالقاسم تجیبی سبتی نے بھی اس کی تائید کی ہے لیکن یہ ۶۹۶ھ کی بات ہے۔ اسے سمہودی نے اپنی کتاب 'وفا الوفا' میں ان سے اس بات کا جزم کیا ہے۔ اس بنا پر یہ ممکن نہیں کہ مصحف مکہ وہی مصحف ہو جو کہ جامع قرطبہ میں تھا۔

مصحف بصرہ: اس کے بارے میں ہم پیچھے تفصیلی بحث کر چکے ہیں کہ وہ مصحف جو ابن بطوطہ نے بصرہ میں دیکھا تھا وہ عین وہی مصحف تھا جو کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے بصرہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ بصرہ سے سمرقند اور تاشقند کی طرف اس کو منتقل کردیا گیا۔ ابن بطوطہ کی مصحف بصرہ کے بارے میں روایت اس رائے کیمتعارض ہے کہ مصحف 'امام' وہ ہے جو جامع قرطبہ میں تھا۔

اب ہم ابن بشکوال، ابن عبدالملک کے قول اور سابقہ اقوال کے درمیان مناقشہ کرتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ دعویٰ کہ مصحف قرطبہ وہی مصحف عثمانی ہے جو دمشق کی طرف روانہ کیا گیا تھا اور وہاں سے ۱۳۸ھ کو عبدالرحمٰن الداخل کے ہاتھوں اندلس میں منتقل کردیا گیا۔ یہ قول باطل اور مردود ہے جیسا کہ درج ذیل عبارت میں ہم اس کو ثابت کرتے ہیں۔

اوّل: جنہوں نے مصحف دمشق کو دیکھ کر اوصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا ہے کہ وہ مصحف عثمانی دمشقی ہے یہ بعد والے زمانے کی بات ہے جو کہ عبدالملک انصاری کی رائے کے معارض ہے۔ کیونکہ اس مصحف کو ابن جبیر نے دیکھا اور اس کے وہی اوصاف بیان کئے جو کہ ہروی نے ۶۱۱ھ کے مشاہدے کے دوران بتائے۔ ایسے ہی ابوالقاسم سبتی نے ۶۹۷ھ میں، ابن فضل اللہ للمعمری نے آٹھویں صدی ہجری میں اور ابن بطوطہ نے زیارت کی۔

دوم: ابن الملک انصاری جو مصحف قرطبہ کا حجم بیان کرتے ہیں وہ اس مصحف کے حجم سے مختلف ہے جس کو ابوبکر بن شیبہ نے عراق میں دیکھا تھا۔ جیسا کہ مصحف عراق پر خون کے قطرات اکثر جگہوں پر نمایاں تھے۔ مصحف عثمانی شخصی کے چار اوراق جب مصحف اندلس کے ساتھ ملائے گئے تو اس کو ان چار اوراق کی وجہ سے مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی۔ یہ مصحف عبدالرحمٰن الناصر کے عہد تک تو جامع قرطبہ میں رہا۔ جب خلیفہ مستنصر کا دور شروع ہوا تو اس نے ۸

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمادی الثانی ۳۵۴ھ میں صاحب الصلاۃ ثقہ مامون، محمد بن یحییٰ بن عبدالعزیز المعروف ابن الخراز کی طرف منتقل کروا دیا جو کہ اس کے بارے میں بہت زیادہ حریص تھے۔ کافی عرصہ ان کے پاس رہا جب موحدین کی حکومت میں اندلس پستی اور زوال کی طرف جانا شروع ہوا تو اس مصحف کے متعلق عبدالمؤمن بن علی جو کہ موحدین کے خلیفہ اوّل تھے، کو بہت زیادہ فکر لاحق ہوئی۔ ادھر قشتیالیوں نے جامع قرطبہ کو کھیل کا میدان بنایا اور اس کو توڑ پھوڑ دیا۔ اس صورت حال نے خلیفہ عبدالمؤمن بن علی کو اس مصحف کو بچانے اور اس کی حفاظت کے لیے ابھارا۔ لہٰذا انہوں نے اس کو مراکش روانہ کرنے کے لیے یہ کام دو آدمیوں ابوسعید اور ابویعقوب جو کہ خلیفہ کے بیٹے تھے ان کے ذمہ لگایا۔ انہوں نے ۱۱ شوال ۵۵۲ھ میں اس مصحف کو مراکش میں لے جا کر محفوظ کیا۔ اس عظیم کارنامہ پر خلیفہ عبدالمؤمن بن علی کے وزیر ابوزکریا یحییٰ بن احمد بن یحییٰ بن عبدالملک بن طفیل نے خلیفہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ قصیدہ لکھا:

جزى الله عن هذا الأنام خليفة　　　به شربوا ماء الحياة فخلدوا

”اللہ تعالیٰ لوگوں کی طرف سے خلیفہ کو اجر عظیم سے نوازے جس کے ذریعے ان لوگوں نے ماء حیاۃ پیا پس وہ ہمیشہ رہے۔“

وحياه ما دامت محاسن ذكره　　　على مدرج الأيام تتلى و تنشيد

”ہمیشہ زندہ و جاوید رہے اس کا ذکر گردش زمانہ میں اور اس کے محاسن ہمیشہ باقی رہیں اور ان کو بیان کیا جاتا رہے اور گایا جاتا رہے۔“

موحدین نے اس مصحف کو بڑی حفاظت اور عزت و احترام سے رکھا۔ اس کے لیے قیمتی غلاف تیار کیا۔ وہ اس کو ایک سرخ اونٹنی پر رکھے ھودج میں بند کر کے اس ھودج پر چار سرخ نشانات لگاتے اور اس ھودج کے پیچھے پیچھے خلیفہ، اس کا بیٹا پھر ان کے پیچھے دیگر لوگ چلتے۔

یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا۔ جب موحدین سفر، نقل و حمل کا ارادہ کرتے تھے تو ساتھ اس مصحف کو ھودج میں رکھ کے لے جاتے۔ اس کے بعد اس مصحف کو خلیفہ موحد باللہ، ابوالحسن علی بن مأمون ادریس نے اپنی حفاظت میں لے لیا۔

۶۴۶ھ میں علی کو تلمسان میں قتل کر دیا گیا موحدین کا لشکر خالی ہو گیا۔ بادشاہ کے خزانے میں لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ عرب لشکر عظیم پر قابض ہوئے اور انہوں نے اس مصحف کریم کو بھی لوٹ لیا اور تلمسان میں نیلامی کے لیے کتابوں کے بازار میں رکھ دیا۔ اس کی قیمت ۱۷ درھم رکھی گئی۔ جبکہ اس کے بہت سے اوراق ضائع ہو گئے۔ جب تلمسان کے امیر ابویحییٰ جو کہ بنی عبدالواد سے تعلق رکھنے والے تھے ان کو پتا چلا تو اس نے اس مصحف کو خریدا اور بڑی حفاظت کے ساتھ رکھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے اس کے وارث بنے۔ ۷۰۲ھ تک یہ انہی کے قبضے میں رہا۔

اسی طرح مصحف عثمان تلمسان کے شاہی خزانے (جو کہ بنی عبدالواد کا تھا) میں محفوظ رہا حتیٰ کہ ابوالحسن علی بن عثمان بن ابویعقوب المرینی رمضان کے آخر میں (۷۳۷ھ، ۱۳۳۶ء) تلمسان پر قابض ہوا اور ۷۳۸ھ کو اس کو مکمل طور پر فتح کر لیا۔ مصحف عثمان ان کے ہاتھ لگا اس نے اس کو بڑے اہتمام اور تکریم کے ساتھ رکھا۔ موحدین کی عادت کو برقرار رکھتے ہوئے جب یہ لڑائی کے لیے نکلتے تھے تو اس کو لشکر کے آگے آگے رکھتے تھے۔ بالاتفاق یہ مصحف ۷ جمادی الاوّل ۷۴۱ھ میں نہر سلادو کے پڑوس میں ہونے والی جنگ طریف میں (جیسا کہ عیسائیوں کی معتبر کتابوں میں ہے) پرتگالوں کے ہاتھوں میں بطور مال غنیمت کے چلا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد مرینیوں کے اندر ہمت نہ رہی۔ جب مرینی بادشاہ نے دیکھا کہ اب اس مصحف کو واپس لانے کے لیے ہمارے اندر سکت باقی نہیں ہے تو اس نے تاجر ابوعلی حسن بن جمی کو آزمور شہر میں پُرگالوں کی طرف بھیجا کہ ان کو کہے کہ مال لے کر اس مصحف کو واپس کردیں۔ ابوعلی حسن بن جمی اس کام میں کامیاب ہوگیا اور اس مصحف کو ۷۴۵ھ میں فاس شہر میں بادشاہ ابوالحسن مرینی کی خدمت میں لاکر پیش کردیا۔

ابن مرزوق: مرینیوں نے اس مصحف کو پرتگالوں سے چھڑانے کے لیے ایک ہزار سونے کے دینار وقف کیے۔ اس طرح یہ مصحف دوبارہ فاس شہر کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے دونوں گتوں پر قیمتی پتھروں کو اتار کر اسکی خوبصورتی کو پُرتگالوں نے ختم کردیا تھا۔ اسی طرح یہ مصحف مرینیوں کے خزانے میں رہا اور یہ اس کا آخری زمانہ تھا۔ اس کے بعد تاریخ میں اس کے متعلق کوئی خبر نہیں ملتی۔ واللہ أعلم

نوٹ

یہ مقالہ ندوۃ بعنوان تاریخ الأمة الإسلامية بين الموضوعية والتحيز میں پڑھا گیا، یہ ندوہ ۲۱ تا ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں زقازیق، مصر میں منعقد ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ